- مشترکہ کاروبار میں بڑے بھائی کا حج ادا کرنا
- مشترکہ کاروبار میں ایک بھائی کی شادی کا خرچہ
- مشترکہ کاروبار میں بھتیجے کی محنت
- ہر بیٹے کا پیشہ کاروبار مختلف ہو، تو تقسیم عمل
- جدید مواصلاتی ذرائع سے قتل کا ثبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علماء کرام درج ذیل مسائل کے بارے میں کیافرماتے ہیں :

1---مشترکہ کاروبار میں چندبڑے بھائیوں نےفریضہ حج آداکیا،جب کہ دیگربھائیوں نے فریضہ حج آدانہیں کیاہے۔کیا تقسیم جائیداد کے وقت چھوٹے بھائیوں کابڑے بھائیوں سے فریضہ حج کے اخراجات کامطالبہ درست ہے؟

2---مشترکہ کاروبار میں چند بھائیوں کی شادیاں ہوئی ہیں،اخراجات بھی مشترکہ سرمایہ سے آداکیے گئے ہیں،جب کہ دیگربھائی غیرشادی شدہ ہیں۔کیاان کا شادہ بھائیوں سے شادی کے اخراجات کامطالبہ درست ہے؟

3---مشترکہ کاروبارمیں ایک بھائی نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی شادی کی ،جب دیگربھائیوں کی اولاد میں کوئی شادی شدہ نہیں ہے۔کیا تقسیم کے دوران ان کے حصہ سے شادی پراخراجات کی رقم کی کٹوتی ہوگی؟

4---مشترکہ کاروبار میں بڑے بھائی کے بیٹے (بھتیجے) عرصہ درازسے کام کررہے ہیں جب کہ دوسرے بھائیوں کے بیٹے چھوٹے ہیں، شروع میں بھتیجوں کے کام کی شرعی حیثیت معلوم نہ کی گئی ہو۔اب تقسیم جائیداد کے وقت عرصہ درازسے کام کرنے والے بھتیجوں کو مشترکہ جائیداد سے حصہ دیاجائے گا؟

5---ایک شخص کے چاربیٹے ہیں ،ہرایک کا پیشہ الگ الگ ہیں۔مثلا:ایک دوکان چلاتاہے،دوسرازمیندارہ کا کام کررہاہے، تیسراسرکاری ملازم ہے۔اور تیسراتعلیم حاصل کررہاہے ۔کیاوالد کے وفات کے بعد تقسیم جائیداد کے دوران دیگربھائی ملازم کی تنخواہ میں شریک ہیں اور بعد میں ملنے والا پنشن میں شرکاء برابر کے حصہ دار ہوں گے ؟

6---جدید مواصلاتی ذرائع قرینہ قاطعہ کے حکم میں ہیں، یانہیں---اگرہیں،توکیااس سے حدودوقصاص ثابت ہوں گے؟

الجواب حامداومصلیا

شریعت مطہرہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے،اس کاہر حکم زندگی کی آسانی اورآسائش کاسامان مہیاکرتاہے،ہمیشہ وہ لوگ ترقی کی راہ پرگامزن ہوئے ہیں ، جنہوں نے ہر مشکل موڑپر شریعت کو سینے سے لگایاہیں۔ہمارے سماج اور معاشرہ میں آئے روزنت نئے مسائل رونماہوتے ہیں ، یہاں تک کہ مشترکہ خاندانی نظام (جوائنٹ فیملی سسٹم) میں رسومات اورغیر شرعی چیزیں سرایت کرگئی ہیں،جس سے مسائل حل ہوئے بغیرزندگی دوبھرہوگئی ہے،ہرایک اس تگ ودو میں مگن ہے،کہ کسی طرح ہم اس دلدل سے نکل جائے---لیکن شریعت کواختیارکیے بغیراس کاازالہ جوئے شیرلانے کے مترادف ہے۔

باپ کی زندگی میں بیٹے کے کام کی نوعیت اوراس کی شرعی حیثیت معلوم ہونی چاہیے،کہ وہ کس بنیادپر والد کاہاتھ بٹھاتاہے؟

کیاوہ شریک ہے۔۔۔۔یامعاون اور۔۔۔۔یااجیر ؟اسی طرح والد کے انتقال کے بعد بھی ہر بھائی اور بہن کا شرعی حصہ متعین ہوناچاہیے اورمشترکہ کاروبارکی صورت میں ہرایک کی شرعی حیثیت معلوم کرنی چاہیے۔عربی کامشہورمقولہ ہے:تعاملوا کالاجانب،تعاشروا کالاخوان۔اس وقت چشم پوشی کا معاملہ ہے اور بعد میں گھمبیر اور نہ ختم ہونے والے مشکلات کا سامنا کرناپڑتاہے۔

لہٰذا بھائی کا بھائی کے ساتھ کاروبار میں شرکت ،مضاربت ،اجارہ اور یا محض تعاون کی تعین ضروری ہے۔۔۔بہر حال مسلمانوں کے دین سے دوری رسومات پر چلنے سے جو مسائل پیدا ہوتے ہیں،ان کاازالہ بھی ایک عالم اور مفتی کی ذمہ داری ہے تاکہ بچی کچی دین پروری ہاتھ سے نہ نکلے۔درجہ ذیل سوالات کے جوابات اوراس کا شرعی نقطہ نظریوں ہے:

1۔۔۔مشترکہ کاروبار میں چندبڑے بھائیوں کافریضہ حج آداکرنااگردوسرے بھائیوں کی اجازت اور رضامندی کے ساتھ ہو،تو تقسیم کے وقت حج کے اخراجات کامطالبہ درست نہیں۔

2,3۔۔۔مشترکہ کاروبار میں چند بھائیوں کی شادیاں اور یاایک بھائی کے بیٹوں اور بیٹیوں کی شادیاں دوسرے بھائیوں کی اجازت سے ہوئی ہوں،تودوران تقسیم شادیوں پراخراجات کامطالبہ درست نہیں ہے۔

بصورت دیگرہر شریک کاتصرف ذاتی شمار ہوگااور بھائیوں کامشترکہ سرمایہ سے آداکی گئی رقم کامطالبہ درست ہے

"وكل ماستدانہ أحدهم،يطالب بہ وحده۔"

(الشامية:ج٦،ص ٢٧٤)

"وماشتراه أحدهم لنفسہ ،يكون لہ ويضمن حصة شركائہ من ثمنہ اذا دفعہ من المال المشترک....''

(مذکوره بالاماخذ:ج ٦،ص ٢٧٤)

"سئل فی اخوة أربعة متفاوضين تزوج اثنان منهم كل زوجةبمهرمعلوم قضاء من مال مشترک وطالبهماالباقيان بنصيبيهما من ذلک ،ولزم أحدهما دين التجارة واستقراض،فهل لهما مطالبتهمابہ ،ومالزم أحدهم من الدين يلزم الباقی۔الجواب: حيث كانوامتشاركين شركة مفاوضة،أحدهم من الدين ،يلزم الباقی۔۔۔وللباقين مطالبة المتزوجين بنصيبهما من المهرالذی دفعاه۔۔۔الاطعام أهلہ وكسوتهم۔۔۔ويرجع الأخر علی المشتری بقدرحصتہ۔"

(تنقيح الحامدية:ج١،ص ٩٥)

(كذا فی فتاوی دارالعلوم ديوبند:شرکت اوربٹواره کابیان:52/13)

"اذابذر بعض الورثة الحبوب المشتركةباذن الكبار أو وصی الصغارفی الارض المورثة ،تصيرجملة الحاصلات مشتركة بينهم،وأما لوبذر أحدهم بغيراذن بقية الورثة،فالغلةللزارع فقط۔۔۔ولكن لوبذر أحدهم لنفسہ،فالحاصلات لہ خاصة،لكنہ يضمن لبقيةالورثة حصتهم ممانقصت الأرض بزراعتة۔"

(المجلہ:ماده ١٠٨٩)

اور شرکت ملک کا قانون:

وکل منهماأجنبی فی نصیب الآخرحتی لایجوز التصرف فیہ الاباذن الآخر،کغیرالشریک؛لعدم تضمنهما الوکالۃ۔۔۔۔۔

(مجمع الأنهر،کتاب الشرکۃ:543/2ط:دارالکتب العلمیۃ،بیروت)

(ماخوذازدارالعلوم دیوبند:شرکت اوربٹوارہ کابیان:52/13)

واضح رہے:

باپ کے انتقال کے بعد بھائیوں کے درمیان عموماشرکت ملک ہوتی ہے،اس شرکت میں ہرایک دوسرے کے حصہ میں اجازت کے بغیر اجنبی ہوتاہے۔تاہم ایک شریک کی رضامندی اوراجازت سے دوسرے شریک کا تصرف کرنادرست ہے۔اور شرکت عنان میں اگرچہ شریک کی طرف سے مشترک مال میں تصرف کا اختیار رکھتاہے،تاہم ہروہ تصرف جومشترکہ تجارت سے تعلق نہ رکھتاہو،اس کاخرچہ وہ خود برداشت کرے گا،البتہ اگرشریک اجازت دے اوریاراضی ہو،توحرج نہیں ہے۔

کچھ ایسے قرینے ہیں جن کی اجازت عرف پر مبنی ہے۔جب کہ بڑے اخراجات کا اجازت لیے بغیرنہ عرف میں قابل برداشت ہیں اورنہ ہی شریعت اجازت دیتی ہے۔

"وعن أبي يوسف رحمه الله تعالى إذا مرض أحد الشريكين أو سافر أو بطل فعمل الآخر كان الأجربينهما ولكل واحد منهما أن يأخذ الأجر وإلى أيهما دفع الأجر برئ وإن لم يتفاوضا وهذا استحسان كذا في فتاوى قاضي خان ۔"

(الفتاوی الھندیھۃ:ج۲،ص۳۲۹،الباب الرابع فی شرکۃالوجوہ)

4۔۔۔مشترکہ کاروبارمیں بڑے بھائی کے بیٹے (بھتیجے) اپنی شرعی حیثیت معلوم کریں،کہ وہ کس بناپر والد اورچچاکے ساتھ سرمایہ کاری کرتے ہیں۔کیاوہ شرکاء ہیں،یااجیر۔۔۔اوریامعاونین۔۔۔؟تاکہ اسی کے مطابق حق دیاجائے۔لیکن اگرسوال کے مطابق کوئی حیثیت متعین نہ تھی،توعرف قرینہ ہوگا۔ہمارے ہاں وہ صرف معاونین شمارہوں گے۔لہٰذادوران تقسیم مشترکہ جائیداد میں ان کا مستقل حصہ نہ ہوگا۔البتہ اگرچچااخلاقی طورپرکچھ رکھناچاہے توحرج نہیں ہے۔

(تفصیل کے لیے:مشترکہ خاندانی نظام)

البتہ اگربھائی نے اپنے بیٹے کے حصہ کا مطالبہ کیا(جب کہ دوران عقدکچھ طے نہ ہواتھا)اوردوسرابھائی یہ کہہ کرمسترد کرتاہے،کہ بھتیجے کا حصہ باقاعدہ طورپرمقررنہیں ہواتھا،میں صرف محنت کی اجرت دینے پر راضی ہوں،تواجرت مثل پر فیصلہ ہوگا۔

(تفصیل کے لیے:فتاوی حقانیہ:کتاب الشرکۃ)

5۔۔۔چاروں بھائی اگرچہ مختلف کاروبار کرتا ہو، تاہم یہ سارے شریک ہے اور ملازم کا وصول شدہ تنخواہ بھی مشترکہ مال کا حصہ ہوگا۔البتہ پنشن حکومت کی طرف سے ایک عطیہ ہے،جوملازم کی فی الحال ذاتی ملک نہیں ہے۔اور یہ حکومت کی صوابدید پر مبنی ہے،جس سے دیناچاہے۔تاہم اگرملازم نے اپنی مرضی سے اور یا بھائیوں کے کہنے سے اس کو شرکت کا حصہ بنایا،تودوسرے بھائی وصول شدہ تنخواہ کے علاوہ پنشن میں شریک ہوں گے۔

"لو اجتمع إخوة يعلمون في تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سوية ولو اختلفوا في العمل والرأي ا هـ وفي الخانية زوج بنيه الخمسة في داره وكلهم في عياله واختلفوا في المتاع فهو للأب وللبنين الثياب التي عليهم لا غير فإن قالوا هم أو امرأته بعد موته إن هذا استفدناه بعد موته فالقول لهم وإن أقروا أنه كان يوم موته فهو ميراث من الأب۔"

(الشامية :مطلب **:اجتمعا في دار واحدة واكتسبا ولا يعلم التفاوت ج۴،ص ۳۲۵)**

"وفي الخانية: زوج بنيه الخمسة في داره وكلهم في عياله واختلفوا في المتاع فهو للأب وللبنين الثياب التي عليهم لا غير، فإن قالوا هم أو امرأته بعد موته: إن هذا استفدناه بعد موته فالقول لهم، وإن أقروا أنه كان يوم موته فهو ميراث من الأب. (قوله: بإعانة صاحبه) سواء كانت الإعانة بعمل كما إذاأعانه في الجمع والقلع أو الربط أو الحمل أو غيره أو بآلة، كما لو دفع له بغلا أو راوية ليستقي عليها أو شبكة ليصيد بها حموي وقهستاني ۔"

(الشامیہ:فصل فی الشرکہ الفاسدہ،ج ۴،ص ۳۲۵)

کہ والد کی زندگی میں اور والد کے انتقال کے بعد سب بھائیوں نے جو بھی اجتماعی یا انفرادی طور پر کاروباری محنتیں کی ہیں، وہ مشترک سمجھ کر کی ہیں اور اس کی آمدنی میں سب بھائیوں کا حصہ ہوگا، اور یہ صورت اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ حسبِ حصصِ شرعیہ ہر وارث کا حصہ الگ اور متعین نہ ہو جائے۔

(کفایت المفتی ۹؍۳۰۹، فتاویٰ رحیمیہ ۱۰؍۵۴۷)

’’سئل في إخوة خمسة سعيهم وكسبهم واحد وعائلتهم واحدة حصلوا بسعيهم وكسبهم أموالاً، فهل تكون الأموال المذكورة مشتركة بينهم أخماسًا؟‘‘

(بحوالہ : کتاب النوازل: ج۱۸، ص۱۴۱)

یہاں تک کہ ایک ملازم کی دو بیویوں میں سے ایک بیوی کو پنشن دینے میں بھی حکومت خود مختار ہے۔ مرنے کے بعد گورنمنٹ کی طرف سے جو پنشن ملتی ہے یہ میت کے ترکہ میں شمار نہیں ہے؛ بلکہ سرکار کی طرف سے محض تبرع واحسان ہے؛ لہٰذا قانوناً جس

کے نام یہ پنشن آتی ہو وہی اُس کا مالک ہے، دوسرے لوگ شرعاً و قانوناً اُس کے حق دار نہیں ہیں۔ صورتِ مسئولہ میں جب کہ بڑی بیوی کے نام پر پنشن جاری ہے تو چھوٹی بیوی کو اُس میں سے لینے کا حق نہ ہو گا۔

(مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴؍۳۴۲)

لأن التركة ما تركه الميت من الأموال صافيًا عن تعلق حق الغير بعين من الأموال.

(ردالمحتار، کتاب الفرائض: ۶؍۷۵۹، ط: دار الفکر بیروت)

(بحوالہ، کتاب النوازل: ج۱۸، ص۳۳۶)

6۔۔۔جدید مواصلاتی ذرائع نہ ہر وقت قرینہ قطعیہ کے حکم میں ہیں اور نہ ہی اس سے ہر حال میں نظر انداز کیا جائے گا۔

شریعت مطہرہ میں ایک طرف حدود و قصاص کو ادنی شبہ سے ساقط کرنے کا حکم دیا ہے، یہاں تک کہ شریعت مطہرہ میں عورتوں کی چشم دید گواہی بھی قابل قبول نہیں ہے، چی جائیکہ جدید ذرائع پر فیصلہ کیا جائے۔اور محض گواہی بھی قابل قبول نہیں ہے، بلکہ گواہ بھی عاقل، بالغ، دیانت دار، گواہی دینے کی وجہ دشمنی اور یا محض نفع حاصل کرنے کی بنیاد پر نہ ہو۔

قال فی " الهنديه":

"أماالثانی فانواع:ما يرجع الی الشاہد،وھوالعقل،والبلوغ والحريه،والبصر،والنطق،وأن لايكون محدودافی قذف عندنا،وأن يشهدلله تعالى ،ولايجرالشاهدالى نفسه مغنما،ولايدفع عن نفسه مغرما،وأن يكون عالما بالمشهودبه ،لاعندهما.هكذافی البدائع."

(450/3ط:رشيديه)

"عن ابن عباس رضی الله عنهماعن النبی صلی الله عليه وسلم قال:لويعطى الناس بدعواهم لادعى ناس دماء رجال وأموالهم،ولكن اليمين على المدعى عليه.رواه مسلم ---عن ابن عباس رضی الله عنهما مرفوعا:لكن البينه على المدعى واليمين على من أنكر."

(مشكواة المصابيح،باب الأقضية)

"قال النووی:
هذالحديث قاعده شريفه كليه من قواعد أحكام الشرع ففيه أنه لايقبل قول الانسان فيمايدعيه بمجرددعواه،بل يحتاج الی بينه أو تصديق المدعى عليه."

(مرقاة المفتاتيح:ج۷،ص ۲۵۰،ط:متكبه امداديه،ملتان)

جب کہ دوسری طرف بہت سارے قرینوں کے ذریعے حدود وقصاص وغیرہ کے فیصلہ مرتب کیے گئے ہیں۔

لیکن یادرہے ،وہ محض قرینہ نہیں ہوتاہے بلکہ قطعی اوریقینی ہوتاہے،جس سے اٹھنے والااحتمال بغیر کسی دلیل کے ہوتاہے(اصول فقہ کی اصطلاح میں :الاحتمال غیرناشئی عن دلیل)اس قرینہ پر قطعی حکم لگے گا۔مثلا: قاتل مقتول کے گھرسے نکلے،اس کے ہاتھ میں خون لگے اوزار ہو،گھرمیں اس کے علاوہ کوئی ایک نہ ہواور مقتول تازہ خون سے لت پت ہو،یا قاتل کے گھرسے نکلے سے خون کے ٹپکتے قطرے ہوں۔تو اس وقت اس کو قاتل سمجھاجائے گا۔اور یہ کہنا: کہ شایداس دوران کوئی اوردیوارپھلانگ کرکے آیاہو،قابل سماعت نہ ہوگا۔یاجیساکہ ایک غیرشادی شدہ خاتون کا حمل ظاہر ہو،تو اس سے وہ زانیہ ہی شمار ہوگی۔یاجیساکہ سیدناحضرت یعقوب علی نبیناوعلیہ الصلوہ والسلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیص پرخون کے نشانات دیکھے ،لیکن باوجودیکہ قمیص کئی سے پھٹاہوانہ تھا،توآپ علیہ السلام نے بیٹوں پر جھوٹے ہونے کا الزام لگایا۔اسی طرح غزوہ بدرمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتل ابی جہل اورمال غنیمت کافیصلہ تلوارپرلگے خون سے کیا۔یاجیساکہ :خاتون نے ایک مردپر زناکا الزام اس طرح لگایا،کہ انڈہ کی سفیدی اپنے کپڑوں اور رانوں پر مل لیااوریوں حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ کی عدالت میں زناکا فیصلہ دائرکیا،جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گرم پانی ڈالنے سے وہ سفیدی جم گئی سونگنے سے انڈہ کی بوآنے لگی ،جس سے اس کا کیس خارج کردیا۔

"القضاء بالقرينة القاطعة : القرينة لغة : العلامة ، والمراد بالقرينةالقاطعة في الاصطلاح ما يدل على ما يطلب الحكم به دلالة واضحة بحيث تصيره في حيزالمقطوع به ، كما لو ظهر إنسان من دار ، ومعه سكين في يديه ، وهو متلوث بالدماء ، سريع الحركة ، عليه أثر الخوف ، فدخل إنسان أو جمع من الناس في ذلك الوقت ، فوجدوا بها شخصا مذبوحا لذلك الحين ، وهو متضمخ بدمائه ، ولم يكن في الدار غير ذلك الرجل الذي وجد على الصفة المذكورة وهو خارج من الدار ، فإنه يؤخذ به ، إذ لا يشك أحد في أنه قاتله واحتمال أنه ذبح نفسه ، أو أن غير ذلك الرجل قتله ثم تسور الحائط وهرب ، ونحو ذلك ، فهو احتمال بعيد لا يلتفت إليه ، إذ لم ينشأ عن دليل . ولا خلاف بين فقهاء المذاهب في بناء الحكم على القرينة القاطعة ، مستدلين بالكتاب والسنة وعمل الصحابة :على الأثر في السيف .وأما عمل الصحابة ، فمنه حكم عمر رضي الله عنه برجم المرأة إذا ظهر بها حمل وليس لها زوج . وجعل ذلك يقوم مقام البينة في أنها زانية ، وكذلك السكران إذا قاء الخمر ."

(القضاء بالقرينہ القاطعہ:244/1)

جدید مواصلاتی ذرائع میں شبہ بہرحال ہے،کیونکہ یہ مشینری بھی انسانی دماغ کی ایجادہے،جس میں غلطی کا امکان بہرحال موجودہے۔اورپھرخاص کرجب اس میں جعل سازی کے احتمالات میں بھی کافی حدتک ہوں،توحدودوقصاص کے نافذنہ ہونے کے لیے ادنی شبہ بھی کافی ہے۔تاہم ان ذرائع سے تائیدحاصل کی جاسکتی ہے۔مثلا:قتل کے موقع میں پانچ بندے پکڑے گئے ہیں ،جن کا قتل کرنایقینی ہے،لیکن متعین نہیں ہے،تواس وقت ڈی این اے ٹیسٹ سے مددلی جاسکتی ہے۔یاایسے معاملے میں جہاں کسی حکم کے ثبوت کا کوئی یقینی ذریعہ تصدیق یاتردیدنہ ہو،توجدیدآلات کے ذریعہ سہارالیاجاسکتاہے۔

مثلا: بے گناہ بندے پر قتل کا الزام لگایا گیا، تو فنگر پرنٹس، یا فرانزک ٹیسٹ کے ذریعے قاتل ثابت نہ ہو سکا، تو بری قرار دیا جائے گا۔اور خاص کر زنا میں چار گواہوں کا ملنا بہت مشکل ہے اور ویسا بھی زنا کا ارتکاب انتہائی خفیہ مکان پر کیا جاتا ہے، سابقہ ادوار میں بھی زنا کی ثبوت اقرار کے تحت ہوئی ہے، جب کہ آج کے دور میں کون اقرار کرے گا۔۔۔۔؟اس سے مزید عورت ظلم اور تشدد کا نشانہ بنتی رہے گی۔لہٰذا جدید مواصلاتی ذرائع سے مجرم کو تعزیری سزا دی جائے گی۔

(تفتیش جرائم اور اسلام: ص ۳۰۷)

لہٰذا جہاں عینی شہادتیں، یا اعتراف جرم ہو، تو اس وقت جدید مواصلاتی ذرائع پر عمل نہ ہو گا، لیکن جہاں نہ عینی شہادتیں ہوں اور نہ ہی اعتراف جرم ہو۔۔۔۔اور یا عین موقع پر گرفتار کیے ہوئے مجرموں کی تعداد زیادہ ہوں، البتہ خاص مجرم معلوم نہ ہو، یا زچگی سینٹر اور یا کسی اور حادثہ میں بچوں کی شناخت کا پتہ نہ چلے، تو اس وقت مظلوم کی دادرسی کی خاطر جدید مواصلاتی ذرائع سے تائید حاصل کی جائے گی۔

واللہ اعلم بالصواب۔

السیدکلیم اللہ الحرمزئی۔